35

اگر سارے احمدی مارے جائیں اور صرف ایک پودا اللہ تعالیٰ رکھ لے تو اس سے احمدیت پھر تروتازہ ہو جائیگی

(فرمودہ 3؍ اکتوبر 1947ء بمقام لاہور)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''مَیں نے آج رات رؤیا میں حضرت خلیفہ اول حضرت مولوی نور الدین صاحب کو دیکھا۔ ایک کمرہ ہے چھوٹے سے سائز کا۔ ایسا جیسے 12x12 فٹ کا ہوتا ہے۔ ایک طرف اس کے اندر داخل ہونے کا دروازہ ہے اور تین طرف دروازہ کوئی نہیں۔ تین دیواریں ہیں جن میں سے ہر دیوار کے ساتھ ایک ایک چارپائی لگی ہوئی ہے۔ مَیں اُس چارپائی پر بیٹھا ہوں جو دروازہ کے سامنے ہے۔ حضرت خلیفہ اوّل میرے دائیں طرف کی چارپائی پر بیٹھے ہیں اور میرے بائیں طرف کی چارپائی پر میری لڑکی امۃ القیوم بیٹھی ہے۔ اور میری چارپائی پر ایک طرف ہو کر ایک اَور لڑکی بیٹھی ہے جو غالباً امۃ العزیز ہے۔ حضرت خلیفہ اول جب گھوڑی پر سے گرے اور آپ کے سر میں زخم آیا تو وہ زخم رفتہ رفتہ ناسور کی شکل اختیار کر گیا تھا اور بہت دیر تک درست ہونے میں نہیں آیا تھا۔ اُن دنوں آپ ایک ٹوپی کنٹوپ کی طرح کی پہنتے تھے تاکہ زخم ڈھکا رہے۔ اسی طرز کی ایک ٹوپی آپ نے پہنی ہوئی ہے۔ اُس وقت میرے دل میں خیال آتا ہے کہ مَیں امۃ القیوم کو جو حضرت خلیفہ اول کی نواسی ہے آپ سے ملاؤں۔ مَیں خواب میں اُس وقت یہی سمجھتا ہوں کہ اس کی والدہ امۃ الحی مرحومہ فوت ہو چکی ہیں۔ لیکن حضرت خلیفہ اول کے متعلق سمجھتا ہوں کہ

آپ زندہ ہیں۔ مگر یوں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے لڑکی کو دیکھا ہؤا نہیں۔ اُس وقت امۃ الحی مرحومہ کی یاد کی وجہ سے میرے دل میں کچھ رقّت سی آتی ہے اور یہ مضمون میرے دل میں آتا ہے کہ حضرت خلیفہ اوّل جو اپنی لاتیں لٹکائے بیٹھے ہیں مَیں اس لڑکی کو ساتھ لے جا کر آپ کی لاتوں کے درمیان پَیروں میں بٹھا دونگا اور کہونگا کہ یہ آپ کی نواسی ہے، اس کو دعا دیں۔ جب مَیں نے لڑکی کی طرف دیکھا تو اس نے چارپائی پر کھڑے ہوکر نماز شروع کر دی۔ ایک رکعت اس نے کھڑے ہوکر پڑھی ہے اور ایک رکعت اس نے بیٹھ کر پڑھی ہے۔ یہ یاد نہیں رہا کہ پہلی رکعت اس نے کھڑے ہوکر پڑھی ہے اور دوسری بیٹھ کر پڑھی ہے یا دوسری رکعت کھڑے ہوکر پڑھی ہے اور پہلی رکعت بیٹھ کر پڑھی ہے۔ اس وجہ سے مَیں نے جو ارادہ کیا تھا وہ مَیں پورا نہ کر سکا۔ پھر مَیں اٹھ کر باہر چلا گیا۔ وہاں کچھ لوگ مجھے ملے ہیں جو ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے فوجی ہوتے ہیں۔ تین آدمی ہیں۔ وہ مریم صدیقہ کے متعلق جو میری بیوی ہیں کہتے ہیں کہ ان سے کہہ دینا اگر روپیہ کی ضرورت ہو تو روپیہ آ گیا ہے۔ اُس وقت خواب میں مَیں سمجھتا ہوں کہ میری بیوی نے اپنے پاس امانتیں رکھی ہوئی ہیں جیسے بعض لوگ دوسروں کی امانتیں اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔ مَیں اندر گیا تو دیکھا کہ حضرت خلیفہ اول چارپائی سے اتر کر زمین پر بیٹھے ہیں، دری بچھی ہوئی ہے۔ تین عورتیں آپ کے آگے بیٹھی ہیں اور آپ غالباً بخاری کا درس دے رہے ہیں۔ ایک تو مریم صدیقہ ہے اور دوسری دو عورتوں کے متعلق مَیں نہیں کہہ سکتا کہ آیا وہ امۃ العزیز اور امۃ القیوم ہی ہیں یا گھر کی کوئی اَور مستورات ہیں۔ مَیں یہ دیکھ کر ایک طرف ہو گیا۔ کچھ دیر پڑھانے کے بعد ایک چیز سامنے لائی گئی ہے۔ وہ چیز ایسی ہے جیسے گھانس ہوتا ہے زرد رنگ کا۔ اور خشک گھاس ہے۔ اس کی جڑ چھوٹی سی ہے مگر پودے کی جو شاخیں ہیں وہ نو نو دس دس انچ کی ہیں اور نہایت باریک ہیں۔ ایسی باریک جیسے خس 1 کا گھاس ہوتا ہے مگر خس کی نسبت زیادہ سخت ہیں۔ مریم صدیقہ ان کو نکال نکال کر حضرت خلیفہ اوّل کے سامنے رکھتی جاتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی حدیث کے ذکر میں مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کی کسی کتاب کا حوالہ بھی پڑھا گیا ہے اور اس کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفہ اوّل اپنے شاگردوں کو وہ گھاس دکھاتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ اُس وقت حضرت خلیفہ اول نے مریم صدیقہ اور دوسری مستورات سے

باتیں کرتے ہوئے جس طرح استاد اپنے شاگرد کو بتلاتا ہے ایک فقرہ کہا۔ مجھے افسوس ہے کہ وہ فقرہ مجھے یاد نہیں رہا۔ مگر اتنا یقینی طور پر یاد ہے کہ اس میں مہاراجہ پٹیالہ کا ذکر آتا تھا۔ حدیث کی روایت اور اس حوالہ کی تشریح کرتے ہوئے آپ گھاس دکھا کر فرماتے ہیں کہ اس سے مہاراجہ پٹیالہ کے متعلق یہ بات نکلتی ہے۔ گویا حدیث کی کوئی روایت ہے جس کا تعلق گھاس سے ہے۔ اور اُسی وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ گھاس پیدا کیا جاتا ہے اور حضرت خلیفہ اول فرماتے ہیں کہ اس سے مہاراجہ پٹیالہ کے متعلق یہ بات نکلتی ہے۔ خواب میں تو مجھے یاد تھی مگر اٹھنے پر میں بھول گیا۔

بہرحال نورالدین نام بڑا اچھا ہے۔ یعنی دین کا نور۔ امۃ القیوم، امۃ العزیز اور مریم صدیقہ یہ بھی بڑے اچھے نام ہیں۔ بخاری شریف کا پڑھانا بھی بڑا اچھا ہے۔ گو آخر میں جو نتیجہ نکالا گیا تھا وہ یاد نہیں رہا مگر اتنی تعبیر تو بہرحال واضح ہے کہ دین کا نور پھر زندہ کیا جائے گا۔ حضرت خلیفہ اول تو وفات پا چکے ہیں۔ آپ کی زندگی سے یہی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام اور احمدیت کا نور دنیا میں پھر زندہ کر دے گا۔

عجیب بات ہے مَیں ابھی خطبہ کے لئے آ رہا تھا کہ ایک عورت میرا راستہ روک کر کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی کہ مَیں نے ایک خواب دیکھی ہے۔ چونکہ آگے ہی دیر ہو گئی تھی مَیں نے کچھ بچنے کی کوشش کی۔ مگر اس نے مجھے گزرنے نہیں دیا اور مجبور کر کے اپنی خواب سنا دی۔ اس نے بھی جو خواب دیکھا ہے وہ اس خواب سے ایک حد تک مل جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد اقصیٰ میں ایک بہت بڑا آلہ نشر الصوت لگایا جا رہا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ دہلی کا آلہ تو صرف ہندوستان تک سنائی دیتا ہے مگر یہ آلہ بڑی عمدگی کے ساتھ ساری دنیا میں اپنی خبریں سنائے گا۔ پھر وہ کہتی ہیں مَیں نے دیکھا کہ خدام الاحمدیہ اِدھر اُدھر پھر کر انتظامات کر رہے ہیں۔ اور قادیان کا تھانیدار جو سکھ ہے وہ چپڑاسی کے طور پر ان کے احکام اِدھر اُدھر پہنچا رہا ہے۔ چونکہ وہ قادیان سے آئی تھی۔ اس نے کہا وہی جو آج کل بڑی شرارتیں کر رہا ہے۔ مَیں نے تو دیکھا ہے کہ خدام الاحمدیہ اسے احکام دیتے ہیں تو وہ ان کی تعمیل کے لئے اِدھر اُدھر دوڑا پھرتا ہے۔ مہاراجہ پٹیالہ بھی سکھ ہیں اور اس نے بھی سکھ تھانیدار ہی دیکھا ہے۔ اتنا حصہ تو دونوں خوابوں کا آپس میں مل جاتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آخری فقرہ مجھے یاد نہیں رہا۔ حضرت خلیفہ اول فرماتے ہیں یہ بخاری کی روایت ہے۔ مولوی محمد احسن صاحب نے بھی اس کے متعلق اپنی کتاب میں کچھ

لکھا ہے اور اس کے مطابق یہ گھاس ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مہاراجہ پٹیالہ سے یہ معاملہ ہوگا۔ ہاں مولوی محمد احسن صاحب کی کتاب کا نام مجھے پوری طرح یاد نہیں رہا۔ خیال ہے کہ اس کا نام شمسِ بازغہ لیا تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ شمسِ بازغہ کوئی ان کی کتاب ہے بھی یا نہیں۔ شمسِ بازغہ کے معنی بھی چمکنے والے سورج کے ہیں۔ اور محمد احسن بھی اچھا نام ہے۔ محمد کے معنی ہیں تعریف والا اور احسن کے معنی ہیں نہایت اچھا۔ اور سچی بات یہ ہے کہ کوئی مانے یا نہ مانے احمدیت خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سچا پیغام ہے۔ اگر انبیاء کی سنت کے مطابق ہماری جماعت پر بھی کوئی عارضی زوال آجائے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے گھر بار سے جدا ہونا پڑا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق کے رہنے والے تھے انہیں فلسطین میں بسنا پڑا۔ حضرت نوحؑ کا مقام تباہ ہو گیا اور انہیں طوفان میں کشتی کے ذریعہ دُور ایک مقام پر جانا پڑا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکایا گیا۔ اس کے بعد ہمارے نزدیک تو وہ صلیبی موت سے بچ کر کشمیر کی طرف چلے گئے اور غیر احمدیوں کے نزدیک آسمان پر چلے گئے۔ پھر ان کی جماعت پر مظالم ہوئے اور وہ جزیرہ سائپرس میں چلے گئے۔ پھر مظالم ہوئے تو وہ روما چلے گئے۔ پھر بھاگے تو مصر میں آئے۔ مصر میں مظالم ہوئے تو پھر روما بھاگ گئے۔ پھر روما میں مظالم ہوئے تو وہ صقلیہ میں آگئے جسے اب سسلی کہتے ہیں۔ اس طرح متواتر تین سو سال تک اس جماعت کو اپنے مرکز بدلنے پڑے۔ مگر وہ جماعت جس کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ وہ اپنے ایمان میں کمزور تھی برابر اپنے مذہب کی تبلیغ اور اس کی اشاعت میں لگی رہی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان میں کمزور بھی تھے لیکن عام طور پر مسیحی جماعت نے اپنے ایمان کو قائم رکھا اور شاندار قربانیاں کیں۔

مَیں دیکھتا ہوں ہماری جماعت نے چھوٹی چھوٹی ترقیات کو دیکھ کر جو درحقیقت ایسی ہی تھیں جیسے طالب علم کو شاباش کہہ دیا جاتا ہے یہ سمجھ لیا تھا کہ انہوں نے کامیابی حاصل کر لی۔ کسی اخبار نے ہمارے سلسلہ کی تعریف کر دی یا کسی کتاب میں احمدیت کا ذکر چھپ گیا یا کہیں چند لوگ احمدی ہو گئے تو اِس کا نام انہوں نے کامیابیاں رکھ لیا اور سمجھ لیا کہ جو مصائب پہلے انبیاء کی جماعتوں کو پہنچے ہیں وہ ہمیں نہیں پہنچیں گے۔ حالانکہ میرے پرانے خطبات موجود ہیں۔ تم ان کو پڑھ کر دیکھ لو مَیں نے متواتر اور بار بار کہا تھا کہ جو تکالیف پرانے انبیاء اور انکی جماعتوں کو پہنچی ہیں جب تک وہ تکالیف تمہیں نہیں پہنچیں گی اُس وقت تک تمہیں کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔

الفضل والوں کو چاہیئے کہ پرانے فائل نکال کر ان میں سے بار بار ایسے حوالے شائع کریں۔ پھر مصلح موعود والی خواب میں صریح ہجرت کا ذکر آتا تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ ایک فوج آئی ہے اور مَیں جس مقام پر ہوں وہاں سے بھاگ کر دوسری جگہ چلا گیا ہوں۔ اِسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی الہام ہے کہ ''داغِ ہجرت''2 اور آپ نے اس الہام کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ہجرت کرنا انبیاء کی سنت ہے۔ مگر ضروری نہیں کہ نبی خود ہجرت کرے۔ اس سے مراد اس کا بیٹا بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن اصل چیز جو دیکھنے والی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ پیغام دنیا میں لائے تھے کہ ایک بستی بنائی جائے گی اور اس پر کوئی شخص ظلم نہیں کر سکے گا یا یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ میں بندے اور خدا کے درمیان صلح کرانے کے لئے آیا ہوں۔ مَیں بندے اور خدا کو آپس میں ملانے کے لئے آیا ہوں۔ مَیں قرآن کریم کی اہمیت اور اس کی صداقت دنیا میں روشن کرنے کے لئے آیا ہوں۔ میں قرآن کریم کی حکومت دنیا میں قائم کرنے کیلئے آیا ہوں۔ اگر تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا میں اس لئے آئے ہوتے کہ وہ ایک بستی بسائیں اور اُس بستی کو بغیر اُن ابتلاؤں میں پڑنے کے جو نبیوں کی جماعتوں پر آیا کرتے ہیں پھولوں کی سیج پر سفر کرتے ہوئے انتہائی ترقی پر لے جائیں۔ تو پھر بے شک ہماری جماعت کو یہ امید نہیں کرنی چاہیئے تھی کہ کوئی ابتلاء آئے اور کوئی ٹھوکر اسے لگے۔ لیکن اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام باقی انبیاء کی سنت پر آئے ہیں تو کیا تم کوئی ایک نبی بھی ایسا پیش کر سکتے ہو جس کی جماعت شدید ترین مصائب میں سے نہ گزری ہو؟ ان کو گرفتار کیا گیا، ان کو قتل کیا گیا، ان کو پھانسی پر لٹکایا گیا، ان کو تلواروں سے شہید کیا گیا۔ گولیاں تو اُس زمانہ میں تھیں ہی نہیں۔ اگر لاکھوں میں سے کوئی ایک نبی بھی ایسا ہوتا جس کی جماعت ان مصائب میں سے نہ گزری ہوتی تو تم کہہ سکتے تھے کہ ہمارے ساتھ اُس نبی جیسا سلوک ہونا چاہیئے۔ صرف ایک وجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جن کو غیر معمولی ترقیات حاصل ہوئیں۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سالہا سال تک ایسی تکالیف میں سے گزرنا پڑا کہ جس کی کوئی حد ہی نہیں۔ آپ کے صحابہؓ کو یکے بعد دیگرے ہجرت کرنی پڑی۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماریں کھانی پڑیں۔ کئی دفعہ کفار نے آپ کو پکڑ کر مارا۔ کئی دفعہ آپ کا گلا گھونٹا گیا۔ یہاں تک کہ حدیثوں میں آتا ہے شدتِ تکلیف کی وجہ سے آپ کی آنکھیں باہر نکل آتی تھیں۔ ایک دفعہ خانہ کعبہ میں کفار نے

آپ کے گلے میں پٹکا ڈال کر اتنا گھونٹا کہ آپ کی آنکھیں سرخ ہو کر باہر نکل پڑیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے سنا تو وہ دوڑے ہوئے آئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تکلیف کی حالت میں دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ نے ان کفار کو ہٹاتے ہوئے کہا خدا کا خوف کرو۔ کیا تم ایک شخص پر اس لئے ظلم کر رہے ہو کہ وہ کہتا ہے خدا میرا ربّ ہے؟3 بے شک ہماری جماعت کو بھی گالیاں ملی ہیں۔ مگر جس شان کی گالیاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہیں ہمیں نہیں ملیں۔

مکہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ آرام سے بیٹھے تھے کہ ابوجہل آیا اور اس نے آپ کو ایک تو تھپڑ مارا اور پھر تھپڑ مار کر اس نے بے نقط گندی سے گندی گالیاں آپ کو دینی شروع کر دیں کہ مَیں تم کو تباہ کر دوں گا، برباد کر دوں گا، بڑا لیڈر بنا پھرتا ہے، قوم فروش ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹان پر اپنے ہاتھ پر ٹھوڑی رکھے بیٹھے تھے۔ آپ سنتے رہے، تھپڑ بھی کھا لیا اور گالیاں بھی سنتے رہے۔ جب وہ گالیاں دیتے دیتے تھک کر چلا گیا تو آپ خاموشی سے اُٹھے اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت حمزہؓ کی ایک لونڈی اپنے گھر میں سے دروازہ میں کھڑی یہ نظارہ دیکھ اور سن رہی تھی۔ حمزہؓ اُس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے۔ وہ سپاہی آدمی تھے اور سارا دن شکار میں لگے رہتے تھے اور شام کے وقت اپنے گھر آتے تھے۔ اُس روز بھی وہ شام کے وقت نہایت تکبر سے سینہ تان کر زور زور سے پیر مارتے اور ہاتھ میں تیر کمان پکڑے اُپچی4 بنے ہوئے گھر میں داخل ہوئے۔ وہ لونڈی گھر کی پرانی خادمہ تھی۔ اور پرانے نوکر بھی رشتہ داروں کی طرح ہوتے ہیں۔ صبح سے وہ اپنا غصہ دبائے بیٹھی تھی۔ جب اس نے حمزہؓ کو دیکھا تو بڑے جوش سے کہنے لگی تمہیں شرم نہیں آتی تیر کمان لئے جانور مارتے پھرتے ہو۔ تمہیں پتہ ہے کہ صبح تمہارے بھتیجے کے ساتھ کیا ہؤا؟ حمزہؓ نے کہا کیا ہوا؟ اس نے کہا مَیں دروازہ میں کھڑی تھی تمہارا بھتیجا سامنے پتھر پر آرام سے بیٹھا تھا اور کچھ سوچ رہا تھا۔ اتنے میں ابوجہل آیا اور اس نے پہلے تو اُس کو تھپڑ مارا اور پھر بے تحاشا گالیاں دینی شروع کر دیں۔ پھر اس نے اپنے زنانہ انداز میں کہا اس نے ابوجہل کو کچھ بھی تو نہیں کہا تھا۔ کوئی بات اس نے نہیں کی تھی جس کی وجہ سے ابوجہل کو غصہ آتا مگر وہ پھر بھی گالیاں دیتا گیا اور دیتا گیا اور تمہارا بھتیجا چپ کر کے سامنے کی طرف دیکھتا گیا۔ اور اس نے ان کا کوئی جواب نہ دیا۔ ایک عورت اور پھر خادمہ کی زبان سے یہ بات سن کر حمزہؓ کی

غیرت جوش میں آئی اور خانہ کعبہ کی طرف چل پڑے۔ رؤساءِ مکہ کا طریق تھا کہ شام کے وقت وہ خانہ کعبہ میں بیٹھ کر اپنی بڑائیاں بیان کیا کرتے اور لوگ ان کی تعریف کرتے۔ تمام رؤساء بیٹھے ہوئے تھے اور ابوجہل بھی ان میں موجود تھا کہ حمزہؓ گئے اور انہوں نے وہی کمان جو اُن کے ہاتھ میں تھی ابوجہل کے منہ پر ماری اور کہا مَیں نے سنا ہے تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مارا بھی ہے اور گالیاں بھی دی ہیں؟ اور مَیں نے سنا ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کوئی لفظ تم کو نہیں کہا تھا جس کے بدلہ میں تم گالیاں دیتے؟ پھر حمزہؓ نے کہا تم بہادر بنے پھرتے ہو اور جو چپ کر جاتا ہے اُس پر ظلم اور تعدی کرتے ہو۔ اب مَیں نے سارے مکہ کے سامنے تمہیں مارا ہے اگر تم میں ہمت ہے تو مجھے مار دیکھو۔ مکّہ کے نوجوان حمزہؓ کو پکڑنے کے لئے اٹھے۔ مگر ابوجہل پر ان کا ایسا رُعب طاری ہوا کہ اس نے کہا جانے دو، صبح مجھ سے ہی کچھ زیادتی ہوگئی تھی۔5

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکّہ، وہ مکہ جس میں تیرہ سال تک آپ تبلیغ ہدایت کرتے رہے تھے اور جس کے لوگوں کو آپ نے سب سے پہلے خطاب کیا تھا رات کے وقت چھوڑنا پڑا۔ اور چُھپتے چُھپاتے آپ مدینہ پہنچے مگر دشمن نے وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا اور متواتر مدینہ پر حملے ہوتے رہے۔ ایک سو بیس کے قریب وہ لڑائیاں ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کو لڑنی پڑیں۔ اور ان میں سینکڑوں صحابہؓ مارے گئے اور بعض جگہ پر تو ایسی طرز پر مارے گئے کہ اس نظارے کو دیکھ کر حیرت آتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ دس آدمی ایک جگہ پر بھیجے۔ مگر اُن لوگوں نے جن کی طرف وہ بھیجے گئے تھے دھوکا دے کر اُن پر حملہ کر دیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ لوگ اب اپنی جانوں پر کھیل جائیں گے تو انہوں نے کہا خدا کی قسم! ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے تم نیچے اُتر آؤ (وہ اُس وقت ایک پہاڑی ٹیلے پر چڑھے ہوئے تھے) جو اُن کا لیڈر تھا اُس نے کہا میں تو ان کی باتوں پر اعتبار نہیں کر سکتا یہ لوگ جھوٹے اور دھوکا باز ہیں۔ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔ چنانچہ وہیں لڑتے لڑتے مارا گیا۔ باقیوں نے سمجھا کہ جب یہ لوگ قسمیں کھا کر کہہ رہے ہیں کہ ہم کچھ نہیں کہیں گے تو ہمیں اعتبار کرتے ہوئے نیچے اتر آنا چاہیئے۔ جب وہ نیچے اُترے تو انہوں نے رسیاں باندھ کر ان کو گھسیٹنا شروع کر دیا۔ اس پر پھر ان لوگوں نے مقابلہ کیا۔ مگر وہ کیا کر سکتے تھے۔ باقیوں کو تو انہوں نے مار دیا۔ لیکن دو کو پکڑ کر مکّہ لے

گئے۔ اور اُن لوگوں کے ہاتھ میں اُنہیں بیچ دیا جن کے بعض آدمی مسلمانوں سے مارے گئے تھے۔ ان میں سے ایک کو پھانسی دینے سے پہلے مکہ کے لوگوں نے پوچھا کہ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اِس وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمہاری جگہ پر یہاں ہوتے اور تم اپنے بیوی بچوں میں آرام سے مدینہ میں بیٹھے ہوتے؟ اُس نے جواب دیا۔ خدا کی قسم! تم تو یہ کہتے ہو کہ مَیں مدینہ میں آرام سے بیٹھا ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں میری جگہ ہوں۔ مَیں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آرام سے بیٹھے ہوں اور ان کے پاؤں میں کانٹا تک چُبھے 6۔

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دفعہ ایک قبیلہ کا رئیس آیا اور اس نے کہا کہ میری قوم اسلام لانے کے لئے تیار ہے۔ آپ میرے ساتھ کچھ آدمی بھجوا دیں۔ وہ تو اپنی اِس بات میں سچا تھا اور بعد میں ایمان بھی لے آیا۔ مگر اس کی قوم نے غداری کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پر اعتبار کرتے ہوئے 70 حفاظ کا قافلہ اُس کی قوم کی طرف روانہ کر دیا۔ جب وہ اس قبیلہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس رئیس کے بھتیجے کے پاس ایک آدمی کے ذریعہ پیغام بھجوا دیا کہ ہم لوگ آ گئے ہیں۔ اب ہمیں بتایا جائے کہ ہمارا کیا کام ہوگا؟ اس نے ان کے سردار کو بلوایا اور جب وہ ان سے باتیں کر رہا تھا اُس رئیس کو اشارہ کیا جس نے پیچھے سے اُس صحابیؓ کی گردن میں نیزہ مارا اور وہ وہیں ڈھیر ہوگیا۔ جب اُسے نیزہ لگا تو تاریخ میں لکھا ہے کہ اس نے نعرہ لگایا اور کہا فُزْتُ وَ رَبِّ الْکَعْبَةِ 7 مجھے کعبہ کے رب کی قسم! میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا۔ پھر وہ اکٹھے ہو کر تمام صحابہؓ پر حملہ آور ہوگئے۔ انہی لوگوں میں حضرت ابوبکرؓ کے وہ غلام بھی تھے جو ہجرت کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب ہزاروں آدمیوں کے ہجوم نے ان 70 صحابہؓ پر حملہ کر دیا تو یہ لازمی بات تھی کہ انہوں نے مارا جانا تھا۔ چنانچہ وہ سارے کے سارے وہیں قتل ہوگئے اور ان میں سے کسی نے بھی ہتھیار پھینکنے کی حرکت نہیں کی۔ یکے بعد دیگرے جب وہ لوگ مرتے یا کسی کو خنجر لگتا یا تلوار سے کسی کا سر کٹتا تو یہی الفاظ اُس کی زبان پر ہوتے کہ فُزْتُ وَ رَبِّ الْکَعْبَةِ۔ خدا کی قسم! مَیں اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا۔ ایک شخص کہتا ہے کہ مَیں اسلام سے واقف نہیں تھا۔ مَیں باہر سے آیا تھا اور قبیلہ والوں کے ساتھ مل کر لڑائی میں شامل ہوگیا۔ مَیں نے جب دیکھا کہ یہ لوگ مرتے وقت بجائے یہ کہنے کے کہ

ہائے اماں یا ہائے ابّا! یہ کہتے ہیں کہ فُزْتُ وَ رَبِّ الْکَعْبَۃِ کعبہ کے ربّ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا تو مجھے حیرت آئی کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ کیا موت میں کامیابی ہوا کرتی ہے؟ آخر مَیں نے ایک شخص سے اس بارہ میں پوچھا۔ اس نے کہا تم مسلمانوں کو نہیں جانتے۔ یہ لوگ ایسے پاگل ہیں کہ ان کا خیال ہے جو شخص خدا کی راہ میں مارا جاتا ہے وہ سب سے زیادہ کامیاب ہوتا ہے۔ چونکہ اس کے دل میں نیکی تھی وہ کہتا ہے میں نے جب یہ بات سنی تو سمجھا کہ اِس میں ضرور کوئی راز ہے۔ چنانچہ آہستہ آہستہ مَیں نے اسلام کی تحقیق کی۔ اور مَیں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا 8۔ غرض یکے بعد دیگرے ان لوگوں نے موت کو قبول کیا اور موت میں ہی اپنی ساری کامیابی سمجھے۔ یہی چیز تھی جس کی وجہ سے وہ قلیل ترین عرصہ میں ساری دنیا پر غالب آ گئے اور ایسی شان سے غالب آئے کہ اس کی مثال پہلی کسی قوم میں نہیں ملتی۔

پھر دیکھ لو مصائب کا یہ سلسلہ جلدی ختم نہیں ہو گیا بلکہ ایک لمبے عرصے تک جاری رہا۔ خلافت قائم ہوئی تو حضرت عمرؓ شہید ہوئے، حضرت عثمانؓ شہید ہوئے، حضرت علیؓ شہید ہوئے اور کربلا کے میدان میں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قریباً سارا خاندان ہی شہید ہو گیا۔ مگر کیا مسلمانوں کے دلوں میں اُس وقت شک پیدا ہوا کہ یہ کیسا سلسلہ ہے جس میں مصائب ہی مصائب آ رہے ہیں؟ پھر کیا مسیحؑ کے صلیب پر لٹکائے جانے کی وجہ سے اُن کے حواریوں کے ایمان متزلزل ہو گئے تھے؟ متزلزل نہیں ہوئے بلکہ اَور بھی مضبوط ہوئے۔ چنانچہ وہی حواری جس نے مسیحؑ کی گرفتاری کے وقت یہ کہا تھا کہ مَیں نہیں جانتا مسیح کون ہے۔ وہی کمزور ایمان والا حواری جب مسیحؑ صلیب پر لٹکا دیا گیا تو وہی شخص جس نے صبح کی اذان سے پہلے تین دفعہ مسیحؑ کا انکار کیا تھا اور اُس پر لعنت ڈالی تھی مسیحؑ کا خلیفہ بنا اور آخر صلیب پر مسیحؑ کا نعرہ لگاتے ہوئے اُس نے جان دے دی۔

یہ واقعات ہیں جو انبیاء اور ان کی جماعتوں کے ساتھ گزرے اور ان حالات میں سے ہماری جماعت کا گزرنا بھی ضروری تھا۔ مگر ہماری جماعت کے بعض افراد کا یہ خیال تھا کہ ہم خدا تعالیٰ کے خاص لاڈلے ہیں۔ وہ سلوک جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا اُس سے بھی اچھا سلوک ہم سے ہوگا۔ وہ سلوک جو موسیٰؑ سے ہوا، وہ سلوک جو عیسیٰؑ سے ہوا یا وہ سلوک جو ان کی جماعتوں سے ہوا اُس سے بھی بہتر سلوک ہم سے ہوگا۔ اس لئے اب جو ابتلاء آیا ہے تو مَیں دیکھتا

ہوں کہ بہت لوگوں کے دل ڈر رہے ہیں اور ان کے ایمان کی کمزوری ظاہر ہو رہی ہے اور کئی ہیں جو قادیان سے بھاگ رہے ہیں۔ جہاں تک ان کے ایمان کا تعلق ہے ہم جانتے ہیں کہ ایسے ایمان والوں کی ایک رائی کے برابر بھی قیمت نہیں۔ آخر یہ سیدھی بات ہے کہ اپنا خون بہائے بغیر ہم نے قادیان کو نہیں چھوڑنا۔ اور یہ بھی سیدھی بات ہے کہ جب کوئی شخص احمدیت میں داخل ہوتا ہے تو وہ اِس اقرار کے ساتھ داخل ہوتا ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کے لئے اپنی جان دینے کے لئے تیار ہوں اور جب بھی مجھ سے اس چیز کا مطالبہ کیا جائے گا مَیں فوراً اس قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دوں گا۔ اگر وہ جان دینے کے لئے تیار نہیں تھے تو اِس جماعت میں داخل ہی کیوں ہوئے تھے۔ کیا اس لئے کہ پلاؤ اور قورمہ ان کو کھانے کے لئے ملے گا؟ وہ اس لئے اس جماعت میں داخل ہوئے تھے کہ خدا کے لئے اپنی جانیں دیں گے اور اس راستہ سے اپنا قدم پیچھے نہیں ہٹائیں گے۔ مگر آج جب جانیں دینے کا پہلا موقع آیا تو انہوں نے بھاگنا شروع کر دیا اور کئی ہیں جو اپنے بیٹوں اور بیویوں کو لے کر وہاں سے بھاگ آئے ہیں اور پھر اخلاص کا دعویٰ بھی کر رہے ہیں۔ اور کئی ہیں جو اپنی اولادوں کو نکالنے کے لئے بیتاب ہیں۔ جہاں تک ان کے ایمان کا تعلق ہے یہ ایک حقیقت ہے جس میں شک وشبہ کی ذرا بھی گنجائش نہیں کہ ان کے ایمان مٹی کے برابر بھی قیمت نہیں رکھتے۔ پھر کئی ہیں جو اپنے اَور رشتہ داروں کو نکالنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور کئی باہر کے ہیں جو وہاں جانے سے گھبرا رہے ہیں۔ پھر وہاں کا ایک طبقہ ایسا ہے جو بِلا اجازت بھاگ آیا ہے۔ ہم ایسے لوگوں کی لِسٹیں تیار کر رہے ہیں۔ بے شک ہمارے پاس حکومت نہیں کہ ہم ایسے لوگوں کو سزا دے سکیں اور نہ اِس وقت مَیں انہیں سزا دینا چاہتا ہوں۔ لیکن ان کے نام احمدیت کی تاریخ میں شائع کئے جائیں گے اور دنیا کو بتایا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو وقت پر بھاگ آئے اور جنہوں نے انتہائی غداری اور بے ایمانی کا مظاہرہ کیا۔ نظام کے ماتحت کسی کام کے لئے باہر آنا اَور بات ہے۔ ہم نے خود انتظام کیا ہے کہ قادیان کے لوگوں کو بھی کچھ آرام ملنا چاہیئے کیونکہ وہ بہت دیر سے کام کر رہے ہیں مگر ان کو بھی قرعہ سے باہر نکالا جائے گا۔ اِس نظام کے بغیر اگر کوئی شخص اِدھر اُدھر ہوتا ہے تو وہ یقیناً اپنے بے ایمان ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔

تم میں سے ہر شخص کس طرح یہ کہا کرتا تھا کہ ہم موسیٰؑ کی قوم نہیں جنہوں نے یہ کہا تھا

اِذۡهَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوۡنَ 9 ہم قربانی کے موقع پر پیٹھ دکھانے والے نہیں بلکہ اپنی جانیں قربان کر کے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ثابت ہوں گے۔لیکن آج قربانی کا وقت آیا تو تم نے بھی کہہ دیا کہ اِذۡهَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوۡنَ.

تم میں سے کئی لوگوں کی مثال بالکل ایسے ہی ہے جیسے کہتے ہیں کہ کوئی پوربیا مر گیا تو اس کے مرنے کے بعد پوربیوں کے دستور کے مطابق قبیلہ کے سب لوگ جمع ہوئے اور اس کی بیوی نے رونا پیٹنا اور واویلا کرنا شروع کر دیا۔ بیوی روتی اور کہتی ہائے ہائے اس نے اپنے فلاں رشتہ دار سے اتنا روپیہ لینا تھا اب کون لے گا؟ اِس پر ایک پوربیا بول اٹھا اور کہنے لگا اری ہم ری ہم۔ پھر اس نے شور مچایا اور کہا فلاں فلاں مہینہ کی تنخواہ اس نے کپتان صاحب سے لینی تھی اب وہ تنخواہ کون لے گا؟ وہی پوربیا پھر بولا کہ اری ہم ری ہم۔ پھر وہ چلّائی اور روئی، پیٹی اور اس نے آنسو بہاتے ہوئے کہا۔ اتنے جانور اُس نے ادھیارے پر دیئے ہوئے تھے اب اُن سے کون فائدہ اٹھائے گا؟ اس پر وہی پوربیا پھر بولا اور کہنے لگا اری ہم ری ہم۔ پھر وہ عورت اَور زیادہ زور سے روئی۔ اِس نے کہا اس نے فلاں کا اتنے ہزار روپیہ قرض دینا تھا اب وہ کون دے گا؟ اِس پر وہ پوربیا کہنے لگا ارے بھائی! مَیں ہی جواب دیتا جاؤں کہ قبیلہ میں سے کوئی اَور شخص بھی بولے گا؟ تم میں سے بھی کئی ہیں جن کا یہی رنگ ہے۔ جب تک احمدیت پھولوں کی سیج پر چل رہی تھی وہ بڑے بڑے دعوے کیا کرتے تھے اور جب کہا جاتا کہ تم میں سے کون اپنی جان قربان کرے گا تو اِس پر پوربیے کی طرح وہ بھی آگے بڑھتے اور کہتے اری ہم ری ہم۔مگر اب جب کہ احمدیت کو کانٹوں پر چلنا پڑا ہے، جب انہیں اپنے دائیں اور بائیں مشکلات ہی مشکلات نظر آتی ہیں وہ یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ ارے! کوئی اَور بھی آگے چلے گا یا ہم ہی چلتے چلے جائیں۔ دیکھو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ يُّتۡرَكُوۡۤا اَنۡ يَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَهُمۡ لَا يُفۡتَنُوۡنَ 10۔ تیری جماعت کے لوگ یہ خیال کر لیں گے کہ احمدیت یہی ہے کہ بیعت کی، چندہ دیا اور گھر میں آرام سے بیٹھے رہے اور وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے کہ ان کو کوئی اَور ابتلاء پیش نہیں آئے گا۔ مگر فرماتا ہے ان کی یہ بات غلط ہے ان کو فتنوں میں ضرور ڈالا جائے گا۔ ایسے ہی فتنوں میں جیسے پہلے انبیاء اور ان کی جماعتوں کو پیش آئے۔

حقیقت یہ ہے کہ مَیں موجودہ فتنہ کو اللہ تعالیٰ کا ایک انعام سمجھتا ہوں کیونکہ اسکے ذریعہ سے مومن اور منافق میں فرق ہوتا چلا جا رہا ہے اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ کتنے ہیں وہ لوگ جو لمبی لمبی نمازیں پڑھنے والے اور ہر وقت سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ کرنیوالے تھے اول درجہ کے کافر، مرتد اور خبیث ثابت ہو رہے ہیں۔ اور کتنے ہیں وہ لوگ جن کے متعلق ہم سمجھتے تھے کہ وہ معمولی ایمان والے ہیں اپنے ایمانوں کا نہایت اعلیٰ درجہ کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے، وہ مرنے کے لئے بیتاب ہوتے اور ان میں سے ہر شخص دوسرے سے کہتا کہ پہلے مَیں مرنے کے لئے جاؤنگا تم کون ہو جو مجھے اس ثواب سے محروم کرتے ہو۔ مگر ہوا یہ کہ تم نے اپنی جانیں بچا کر بھاگنا شروع کر دیا۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ ایسے لوگ ہماری جماعت میں نہیں جو قربانی کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھا رہے ہیں۔ یقیناً ہیں۔ مگر ایسے بھی ہیں جو بہانے بنا بنا کر قادیان سے نکلتے ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ باہر ہمارے بیوی بچے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ان کی جا کر خبر لے آئیں۔ یہی قرآن کریم میں منافقین کی حالت بتائی گئی ہے۔ احزاب کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اُس موقع پر منافق آ کر کہتے کہ ہمارے گھروں کی خبر لینے والا کوئی نہیں ہمیں جانے کی اجازت دی جائے11۔ پھر وہ بھی ہیں جو کشمیریوں کی طرح بزدل ثابت ہوئے ہیں۔ جس طرح انہوں نے کہا تھا کہ ہم لڑنے کے لئے تو تیار ہیں مگر ہمارے ساتھ پہرہ ہونا چاہیئے اِسی طرح وہ مرنے کے لئے قادیان جاتے ہیں مگر جب وہاں پہنچتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہاں تو بڑا فتنہ ہے ہماری حفاظت کی کوئی صورت ہونی چاہیئے۔ حالانکہ جو شخص قادیان جاتا ہے وہ جان دینے کے لئے جاتا ہے اور یہ سمجھ کر جاتا ہے کہ مَیں نے زندہ واپس نہیں آنا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے واپس لے آئے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ بچے بعض دفعہ جب خط لکھتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں ہماری بیویوں کا کیا حال ہے۔ تو مَیں اُنہیں لکھا کرتا ہوں کہ یہ بھی گناہ کی بات ہے کہ تمہیں اِس وقت اپنی بیویاں یاد آ رہی ہیں۔ تمہیں بھول جانا چاہیئے اِس بات کو کہ تمہاری کوئی بیوی ہے۔ تمہیں صرف یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ تم نے خدا کے لئے اپنی جان قربان کرنی ہے۔ پھر بعض مولوی ہیں جن کے متعلق رپورٹیں آتی ہیں کہ وہ ڈر کے مارے تھر تھر کانپتے ہیں۔ اور یا تو

وہ یہ تقریریں کیا کرتے تھے کہ اسلام ایسا، احمدیت ایسی اور یا آج جب اسلام اور احمدیت کے لئے قربانی پیش کرنے کا وقت آیا ہے تو وہاں سے بھاگنا چاہتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو اپنی ساری اولادیں لے کر قادیان سے بھاگ آئے ہیں۔ اور بعض یہاں آنے کے بعد اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ اُن کی اولادوں کو قادیان سے نکال لیا جائے۔ اور یقیناً اگر یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ ہے تو اُن کی اولادیں نکالی جائیں گی۔ مگر قادیان سے نہیں بلکہ اسلام اور احمدیت سے نکالی جائیں گی اور خدا تعالیٰ کی لعنت اُن کو پیس کر رکھ دے گی۔ وہ منافق اور بے ایمان جو وقت پر غداری کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو نہیں چھوڑے گا جب تک اُن کے جھوٹے وعدوں کے پردے چاک نہ کر دے۔ کیا انکی اولادیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادوں سے زیادہ بہتر ہیں؟ کیا مسیح موعودؑ کی اولاد وہاں جان دینے کے لئے نہیں بیٹھی ہوئی؟ اور کیا اَور ہزاروں احمدی وہاں جان دینے کے لئے نہیں بیٹھے ہوئے؟ پھر کیا اِن کی جان اُن کی جانوں سے زیادہ قیمتی ہے؟ اِن بے شرموں کو چاہیئے تھا کہ جب ان کی اولادیں قادیان سے نکلتیں تو وہ ان سے کہتے کہ اے بے حیاؤ! جاؤ اور ہماری آنکھوں کے سامنے سے دور ہو جاؤ، ہم تمہاری شکل دیکھنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ یہ ایمان ہے جس کا تمہیں نمونہ دکھانا چاہیئے تھا نہ کہ بزدل اور بھگوڑے بن کر خدا تعالیٰ کی لعنت کے مورد بن جاتے۔

میری تو یہ حالت ہے کہ مَیں یہ نہیں کہا کرتا کہ خدایا! میرے بچوں کو بچا کر لے آ بلکہ مَیں یہ دعا کرتا ہوں کہ الٰہی! اگر ان کے لئے زندگی مقدر ہے تو اُنہیں مخلصانہ نمونہ دکھانے کی توفیق دیجیئو اور اگر ان کے لئے موت مقدر ہے تو پھر اعلیٰ درجہ کی شہادت ان کے نصیب کیجیئو۔ ان کو بزدل اور بھگوڑا نہ بنائیو۔ باقی ان کو بچانا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ جیسے خنساءؓ نے خدا تعالیٰ سے یہ کہا تھا کہ اے خدا! میں نے اپنے بچوں کو یہ کہہ کر بھیجا ہے کہ یا تو فتح حاصل کرو اور یا پھر زندہ واپس نہ آنا۔ مگر تجھے یہ بھی توفیق ہے کہ اُن کو فتح دے اور خیریت سے واپس لے آئے۔ خدا تعالیٰ نے اُن کو فتح دی ہے اور وہ اُس کے بچوں کو زندہ بھی واپس لے آیا۔ آخر ہم کب کہتے ہیں کہ قادیان میں قتلِ عام ہو۔ ہم نہیں چاہتے کہ قادیان تباہ ہو۔ ہم جو کچھ چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر قادیان پر ابتلا آئے تو تمام احمدی ثابت قدم رہیں اور قادیان کے مقدس مقامات

کی حفاظت کے لئے اپنی ہر چیز قربان کر دیں۔

پھر ایسے بھی کذاب ہیں جو یہ پراپیگنڈا کرتے پھرتے ہیں کہ غریبوں کو کوئی پوچھتا ہی نہیں امیر آدمی سب آ رہے ہیں۔ جو غریب عورتیں اور بچے اور دوسرے لوگ اِس وقت تک قادیان سے نکل چکے ہیں وہ چار ہزار کے قریب ہیں۔ مگر ایسے بھی منافق لوگ موجود ہیں جو یہ کہتے رہتے ہیں کہ غریبوں کو کوئی پوچھتا ہی نہیں سب امیر آ رہے ہیں۔ حالانکہ قادیان میں اتنا امیر آ کہاں سے گیا۔ کیا یہ چار ہزار کے چار ہزار ایسے ہیں؟ مَیں تو سمجھتا ہوں اگر جائزہ لیا جائے تو قادیان میں صرف چند لوگ ہی بڑی بڑی جائیدادوں والے ہوں گے اور دس بارہ انجمن کے وہ عہدیدار ہوں گے جن کی تنخواہ ڈیڑھ سو سے تین سو تک ہے۔ باقی سب غربا ہیں اور سارے غریب ہی قادیان سے آ رہے ہیں۔ جب لاریاں آئیں تو لوگوں کے پاس جا کر پوچھو تو کہ اُن کی آمدن کیا ہے؟ پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ وہ امیر ہیں یا یہ معترض۔ اگر منافقوں میں ہمت ہے تو وہ لسٹ پیش کریں اور بتائیں کہ اتنا امیر قادیان سے آ گیا ہے۔ سب کے سب غرباء ہی ہیں جن کو لایا جا رہا ہے۔ آجکل چندے بند ہیں مگر ہم پھر بھی اُن کے لئے کرایوں کا انتظام کرتے ہیں، ان کے بسانے کا انتظام کرتے ہیں، ان کی ہر طرح مدد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور منافق ہیں کہ شور مچاتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن ہم ان کے شور کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے۔ **ہم تو سمجھتے ہیں موجودہ ابتلاء تو کوئی چیز ہی نہیں۔ اگر سارے احمدی مارے جائیں اور صرف ایک پودا اللہ تعالیٰ رکھ لے تو اس سے احمدیت پھر دوبارہ تروتازہ ہو جائے گی اور خدا کی باتیں کبھی پوری ہونے سے رہ نہیں سکیں گی۔** دراصل خدا نے یہ ابتلاء بے دینوں اور بے ایمانوں کو ظاہر کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ آج وقت تھا جبکہ جماعت اپنے ایمان کا ثبوت دیتی مگر مجھے افسوس ہے کہ ایک طبقہ نے کمزوری دکھائی ہے۔ آخر باتیں کرنے سے کیا بنتا ہے۔ تم اپنی جانیں پیش کرو جس طرح پہلے انبیاء کی جماعتوں نے اپنی جانیں پیش کیں۔ ہاں قانون کے مطابق قادیان سے کچھ لوگ ضرور نکالے جائیں گے اور اِس میں نہ بڑوں کا لحاظ کیا جائے گا نہ چھوٹوں کی حق تلفی کی جائے گی۔ نہ امیر کی رعایت کی جائے گی نہ غریب کو نظر انداز کیا جائے گا۔ اس طرح بوڑھے بھی قادیان سے نکال لئے جائیں گے۔ کیونکہ لڑنے والے بوڑھے نہیں ہو سکتے جوان ہی ہو سکتے ہیں۔ ہاں جب ایسا

12

وقت آ جائے جب ہر شخص کے لڑنے کی ضرورت ہو تو پھر بوڑھا بھی لڑے گا اور جوان بھی لڑے گا۔ لیکن تم اپنی طرف سے نہ چاہو کہ خدا تعالیٰ قادیان پر کوئی ابتلاء لائے۔ اُس سے یہی دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ حکومت کو سمجھ دے کہ وہ وفادار شہریوں کو دِق نہ کرے اور ان لوگوں سے نہ ٹکرائے جو ہندوستان یونین کے دشمن نہیں بلکہ اُس کے خیر خواہ ہیں۔ اور جنہوں نے اپنی پچاس سالہ تاریخ میں اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ وہ قانون شکنی کو کسی صورت میں بھی جائز نہیں سمجھتے۔ لیکن باوجود اپنی طرف سے وہ تمام ذرائع استعمال کرنے کے جو آئینی رنگ میں اختیار کئے جا سکتے ہیں اگر پھر مقامی حکام ہمیں مارنے پر تُلے ہوئے ہوں (اور مقامی حکام کا لفظ مَیں نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ مَیں اب بھی یقین نہیں کرتا کہ اوپر کی حکومت اُن کے اس فعل کی تائید میں ہے) تو تمہارا نمونہ وہی ہونا چاہیئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شعر میں بیان فرمایا کہ

در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند
اول کسے کہ لافِ تعشّق زند منم 12

تمہیں کیا پتہ کہ تمہارے بچے بڑے ہو کر کیسے خبیث ثابت ہوتے۔ اگر وہ مارے جائیں گے تو اپنے لئے اور خود تمہارے لئے عزت کا سامان پیدا کریں گے اور ان کا انجام قابلِ فخر ہو گا۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ تم انہیں بچا کر لے آؤ اور وہ چور اور بٹ مار 13 ثابت ہوں اور اس طرح دنیا کی لعنتیں تم پر پڑیں۔ بلکہ ہو سکنے کا بھی سوال نہیں اگر تم ایسا کرو گے تو یقیناً تم پر لعنتیں پڑیں گی۔ اگر ہمارا سلسلہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ ہے اور یقیناً سچا ہے تو اِس موقع پر بزدلی دکھانے والے اِس طرح پیسے جائیں گے کہ ان کی مثال دنیا میں نہیں ملے گی۔ اور دنیا یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھے گی بلکہ ابھی تم میں سے کچھ لوگ زندہ ہونگے کہ اِن دنوں کو یاد کر کے لوگ خواہش کیا کریں گے کہ کاش! اُس وقت ہم اپنی جانیں قربان کر دیتے اور ابدی زندگی حاصل کرتے۔ جیسے صحابہؓ میں سے بعض مرتے وقت روتے تھے کہ کاش! انہیں شہادت حاصل ہوتی اور بستر پر وہ اپنی جان نہ دیتے۔ پس اپنے ایمانوں کی خبر لو اور دوسرے لوگوں کے ایمانوں کی بھی خبر لو۔ پہلی آگ ہے جو تمہارے سامنے ظاہر ہوئی۔ مگر ایک آگ سے قومیں ترقی نہیں کیا کرتیں۔ اس کے لئے کئی آگوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ چونکہ یہ ابتلاء لمبا عرصہ رہا ہے اگلے

ابتلاء چھوٹے ہوں۔ بہرحال تمہیں ہر ملک اور ہر علاقہ میں اپنی جانیں دینی پڑیں گی اور ہر ملک اور ہر علاقہ میں ایک لمبے عرصہ تک قربانیاں پیش کرنی پڑیں گی۔ تب احمدیت پھیلے گی اور تب اسلام کا نور دنیا میں ظاہر ہوگا۔ جو شخص اِس کے خلاف سمجھتا ہے وہ احمق ہے اور جتنی جلدی وہ اِس سلسلہ سے نکل جائے اُتنا ہی احمدیت کے لئے بھی اچھا ہے اور اُس کے لئے بھی۔ اِس دھوکا کے ساتھ احمدیت میں داخل ہونے والا قریب ترین عرصہ میں منافقت کی موت مرے گا۔ اور فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ 14 کا مصداق ہوگا۔'' (الفضل 10 اکتوبر 1947ء)

1: خس: سُوکھا گھاس

2: تذکرہ صفحہ 772۔ ایڈیشن چہارم

3: بخاری کتاب مناقب الانصار باب مَا لَقِیَ النَّبِیُّ ﷺ وَ اَصْحَابُهُ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَکَّةَ

4: اپچی: ہتھیار بند۔ سر سے لے کر پاؤں تک ہتھیاروں سے لیس۔

5: سیرت ابن ہشام جلد نمبر 1 صفحہ 311، 312۔ مطبوعہ مصر 1936ء

6: اسد الغابۃ جلد 2 صفحہ 230 مطبوعہ بیروت 1965ء

7: بخاری کتاب الجهاد باب من ینکب او یطعن فی سبیل اللّٰہ۔

8: سیرت ابن ہشام جلد 3 صفحہ 196 مطبوعہ مصر 1936ء

9: المائدۃ: 25

10: تذکرۃ صفحہ 85، 240۔ ایڈیشن چہارم

11: وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا (الاحزاب: 14)

12: درِّثمین فارسی صفحہ 143 شائع کردہ سید عبدالحی صاحب

13: بٹ مار: لٹیرا۔ ڈاکو۔ راہزن

14: النساء: 146